

الاستغفار

گزشتہ شمارہ میں ایک استغفار کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ قیامت کے روز ہر بچہ کو اس کے والد کے نام پر پکارا جائیگا۔ شمارہ ہذا میں مسئلہ مذکور مزید وضاحت سے پیش خدمت ہے۔
جن علماء کا موقف یہ ہے کہ قیامت کے روز ہر بچہ کو ماں کے نام پر پکارا جائیگا، اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ طبرانی میں ہے:

”عن ابن عباس ان الله يدعوا الناس يوم القيامة يا مائة ثم ستر منه على عباده“
دعوت المعبود ص ۴۴۲، ۴۶۰، فتح الباری ص ۴۶۳، ۱۰۶

کہ ”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام پر بلائے گا تاکہ ولد الزنا لوگوں کی پرورش کر سکے“

مگر اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

”سندہ ضعیف جداً“ رفقہ الباری ص ۴۶۳، ۱۰۶

کہ ”اس حدیث کی سند سخت ضعیف ہے“

محقق علامہ حافظ ابن القیمؒ نے سنن ابی داؤد سے حاشیہ پر اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

جناب ملا علی قاری حنفی نے بھی اس حدیث کو باطل محض لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے:

”ومع ذلك حديث الناس يوم القيامة يدعون بأبائهم لا بأبائهم هو باطل“ (موضوعات

کی ص ۱۵۵)

کہ ”مختل موضوع احادیث میں سے یہ حدیث بھی موضوع ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو انکی

ماؤں کے نام پر آواز دی جائیگی۔ یہ حدیث باطل ہے“

جواب نمبر ۲: یہ ان صحیح احادیث کے خلاف ہے جو ابھی آگے بیان ہونگی۔

جواب نمبر ۳: اس حدیث میں ”امہاتہم“ کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ محمد بن کعب نے ”امہاتہم“ کی جگہ ”اباہم“ نقل کیا ہے۔ بہر حال یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کی ماؤں کے نام پر بلایا جائیگا۔

دلیل نمبر ۲: حضرت عیسیٰؑ چونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے لہذا قیامت کے روز ان کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر کسی کو ماں کے نام پر آواز دی جائے گی۔

اس دلیل کا جواب گذشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے۔

دلیل نمبر ۳:

امام بغوی علیہ الرحمۃ اسی سلسلہ میں تیسری دلیل یہ لکھی ہے: **شراف الحسن والحسین**، کہ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شرافت نبیؐ کے لحاظ کو مد نظر رکھ کر ہر آدمی کو قیامت کے دن اس کی ماں کے نام پر بلایا جائیگا۔ کیونکہ حضرت حسینؑ کی شرافت سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کی مرتبہ منت ہے۔ **مناقب:** یہ بات بالکل من گھڑت ہے کہ حضرت حسینؑ کی شرافت محض حضرت فاطمہؑ کی مرتبہ منت ہے۔ حسینؑ کی منقبت و عظمت میں جہاں حضرت فاطمہؑ کا حصہ ہے وہاں حضرت علیؑ کی پدارت نسبت برابر کی شریک ہے۔ علاوہ ازیں محمد ان کے تقویٰ و طہارت کو نظر انداز کرنا بھی کچھ درست نہیں۔

جواب نمبر ۲:

امام بغویؒ کی یہ دلیل خود ان کی اپنی تجویز کردہ ہے جو سراسر عقیدت کی آئینہ دار ہے اور کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

جواب نمبر ۳:

مزید برآں یہ بات صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی صحیح حدیث کے خلاف ہے جو آگے آ رہی ہے۔

دلیل نمبر ۴:

اس موقف کی تائید میں آخری بات یہ کہی جاتی ہے کہ والدہ کے نام پر لوگوں کو اس لئے آواز دی جائے تاکہ حرامی بچے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہ سکیں (معالم التنزیل)۔

جواب: زنا سے پیدا ہونے والے بچوں کی فضیلت اور رسوائی مطلوب نہیں بلکہ ان لوگوں کی تعریف اور امتیاز مطلوب ہے اور ظاہر بات ہے کہ آدمی کی جتنی پہچان اس کے والد کے نام کے ذریعہ ہوتی

ہے، اتنی ماں کے ذریعہ ہرگز نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں باپوں کے نام پر بلائے پر اگر فضیلت اور زلت ہوگی تو زانی اور مزنیہ کی ہوگی جنہوں نے یہ ناہکاری کی ہوگی۔ اس ناہکاری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچوں کا کیا قصور ہے، کہ انہیں مورد فضیلت والزام گردانا جائے؟ اور پھر یہ بات "الولد للفراش وللعاهر الحجر" کہ بچہ اس کا ہوتا ہے جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہے، کے بھی خلاف ہے۔

جواب نمبر ۲:

یہ بات بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی صریح حدیث کے خلاف ہے کہ قیامت کے دن ہر کسی کو اس کے باپ کے نام پر پکارا جائیگا۔ اور اپنے اندر اتنا دم ختم بھی نہیں رکھتے کہ اسے متنازعہ مسئلہ میں دلیل ٹھہرایا جائے۔ صحیح موقف اور اس کے دلائل:

از روئے احادیث صحیح یہ ہے کہ ہر بچے کو اس کے باپ کے نام پر بلایا جائیگا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

"عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العاقر یرقع لہ۔ لواء یوم القیامۃ یقال لہ ہذا عند فلان بن فلان" (صحیح بخاری باب یدعی الناس بابا وحم، ۹۱۲، ج ۲)

کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بدعہد اور بے ونا آدمی کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ فلان بن فلان کی عداوت اور بدعہدی ہے۔" (وفی روایت منصب، (حوالہ مذکور)

کہ "اس کے لئے جھنڈا اٹھرایا جائیگا"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کو اس کے باپ کے نام پر پکارا جائیگا کہ دنیا میں وہ جس کی طرف منسوب تھا کیونکہ اس حدیث میں "فلان بن فلان ہے" فلان بن فلان ہے، نہیں۔ اور "فلان" مذکور ہے اور اس کی منوث "فلان" ہوتی ہے۔

چنانچہ محدث ابن بطلال فرماتے ہیں:

"فی ہذا الحدیث رد لقول من رحم انہم لا یدعون الیہا مفعولہم مستعلی
آبا لکھ۔ (فتح الباری ص ۴۶، ج ۱۰)

کہ "اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ باپوں کی ستر لوشی کے مد نظر لوگوں کو

قیامت کے روز ان کی ماؤں کے نام پر آواز دی جائیگی۔ اور باپ کے نام پر بہ نسبت ماں کے نام پر بلانے کے زیادہ تمیز اور پہچان ہوتی ہے۔ چنانچہ محدث ابن بطلال لکھتے ہیں:

«والله اعلم بالآباء» في التعريف وابلغ في التمييز وفي الحديث جواز الحكم بطوايع الامور۔ (فتح الباری ص ۳۶۳ ج ۱۰)

”کیونکہ خدا سے مراد تعریف اور تمیز مراد ہے اور بہ نسبت ماؤں کے، باپوں کے نام پر بلایا جانا پہچان اور تمیز کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت میں باطن پر نہیں، بلکہ کسی کی ظاہری حالت میں حکم لگانا جائز ہے۔“

حدیث نمبر ۲:

«عن ابی السرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكم منذ عوف يوم القيامة باسمائكم فاسمعا يا بلاءكم فاحسنوا باسماءكم» وقال ابو داود وابن ابی ذکریا لم یجد زید ابی السرداء۔ (عوف المعبر د شرم ابی داؤد، ص ۳۶۲ ج ۴، فتح الباری ص ۳۶۶ ج ۱۰)

کہ ”حضرت ابو دردار کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز تم سب کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام پر پکارا جائیگا، اس نے اپنے اچھے اچھے نام رکھا کرو۔“ امام ابو داؤد اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو مستطیع قرار دیا ہے۔ تاہم حافظ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری صفحہ ۴۶۶، ج ۱۰۔ آخر ابو داؤد و صحیح ابن حبان کہ ”اس حدیث کو ابو داؤد نے نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔“

بہر حال ان احادیث صحیحہ کے پیش نظر صحیح یہ ہے کہ ہر کسی کو قیامت کے دن اس کے باپ کے نام پر آواز دی جائیگی اور ماں کے نام پر بلانے والی حدیث منکر، ضعیف بلکہ بقول ملا علی قاری حنفی موضوع ہے۔ علامہ علقمی وغیرہ نے ان حدیثوں میں تطبیق دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ بعض کوماں کے نام پر اور بعض کو ان کے باپوں کے نام پر آواز دی جائیگی۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مذکورہ صحیح حدیث اور حافظ ابن قیمؒ کی تحقیق کے مطابق ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے کہ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقی سب کو ان کے باپوں کے نام پر بلایا جائیگا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی یوم الحساب!